# نبی کریم ﷺ کی معاشرتی جدت پسندی اور اس کی عصری معنویت

# A Comparative Study of the United Nations, Universal Declaration of Human Right and the Charter of Madinah

**Saira Tariq (Corresponding Author)**
*Visiting lecturer, department of Islamic Studies ,*
*University of Agriculture Faisalabad, Faisalabad*
*Email: Sairatariq1813@gmail.com*
**Muhammad Owais**
*MPhil scholar, Faculty of Arts and Humanities, Department of Islamic studies, (CAKCCIS), Superior University, Lahore, Pakistan*
*Email: owaismayo7156@gmail.com*
**Samra Sarwar**
*Visiting Lecturer, Department of Islamic studies ,*
*University of Agriculture Faisalabad, Faisalabad*

**Abstract**
The social teachings of the Prophet Muhammad (peace be upon him) were a modern, reformist and revolutionary personality. The reforms introduced by the Prophet (peace be upon him) in Arab society were not only a comprehensive solution to the social and moral crisis of that time, but also provide a sustainable and exemplary practical model for the social challenges of the modern era. The mission of the Prophet (peace be upon him) was actually a movement to revive justice, equality, tolerance, mercy and intellectual freedom in human society. He (peace be upon him) provided guidance in every aspect of human life, family, economic, moral, educational, etc., which took society out of stagnation and darkness and entered the era of renewal, awareness and justice. This research harmonizes the teachings of the Prophet (peace be upon him) with the requirements of the modern era in the light of the principles of human equality, collective justice, women's rights, social justice, social welfare and friendship with knowledge.Its main purpose is to clarify that the biography of the Prophet (peace be upon him) is not merely historical but a source of timeless guidance, which even today provides guidance for social reform, moral stability, and international harmony. This research paper also highlights the aspect that the modernism of the Holy Prophet (peace be upon him) was not a deviation in any Western sense, but a moral renewal in harmony with divine nature. Thus, his biography presents a universal model of moral, intellectual, and social salvation not only for Muslims but for all humanity.

**Keywords:** Prophet ﷺ social reform, innovation, contemporary meaning, human equality, social justice

## اسلامی تناظر میں جدت پسندی:

جدّت پسندی کو عموماً جدیدیت کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے، حالانکہ اسلامی فکر میں جدّت کا مفہوم محض زمانی طور پر نیا پن نہیں بلکہ اصلاح، تجدید اور فطرتِ انسانی کی طرف واپسی ہے۔ اسلامی تاریخ میں انبیاء اور ان سے پہلے صالح افراد نے اپنے اپنے ادوار میں جاہلانہ رسومات، سماجی ناانصافی اور فکری جمود کے مقابل ایک نئی اور اصلاحی راہ متعارف کروائی۔ لفظ جدّت عربی مادہ ج د د سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں نیا ہونا، تازگی پیدا کرنا، اور کسی شے کو از سرِ نو ترتیب دینا۔ اردو میں جدّت کا مطلب ہے پرانے اور فرسودہ طریقوں کے مقابلے میں نئے، مؤثر اور بہتر طریقوں کو اپنانا۔ اصطلاحی طور پر جدّت پسندی سے مراد وہ فکری، سماجی اور عملی رجحان ہے جو ماضی کی غیر عادلانہ اور جمود زدہ روایتوں کے مقابل عقل، انصاف، تجربے اور انسانی فلاح پر مبنی نئے تصورات کو فروغ دے۔ جدید لغات کے مطابق جدّت پسندی اس سوچ کا نام ہے جو روایتی سانچوں کے بجائے معاصر تقاضوں کے مطابق نظام تشکیل دیتی ہے۔

## انبیاء اور جدّت پسندی:

اسلامی نقطۂ نظر سے ہر نبی اپنے دور کا سب سے بڑا مجدد اور اصلاح کار ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ اپنے معاشروں میں رائج شرک، ظلم، استحصال اور غیر انسانی رویّوں کو چیلنج کیا اور توحید، عدل، مساوات اور اخلاق پر مبنی نیا سماجی نظام متعارف کروایا۔

## حضرت ہاشم بن عبد منافؓ کی سماجی جدّت پسندی:

حضرت ہاشم نے مکہ کے معاشرتی اور معاشی ڈھانچے میں انقلابی اصلاحات کیں۔ انہوں نے قریش کے لیے رحلتِ شتاء وصیف کا منظم تجارتی نظام قائم کیا، جس سے مکہ ایک علاقائی تجارتی مرکز بن گیا۔ قحط کے زمانے میں غریبوں کے لیے کھانے کا اجتماعی انتظام کرنا ان کی فلاحی سوچ کی واضح مثال ہے۔[1]

## حضرت عبد المطلبؓ کے جدت پر مبنی اقدام:

حضرت عبد المطلب نے زمزم کی دوبارہ کھدائی کر کے مکہ کو مستقل آبی سہولت فراہم کی۔[2] انہوں نے حاجیوں کی خدمت کے لیے سقایہ و رفادہ کا منظم ادارہ قائم کیا، جو اس دور میں ایک جدید سماجی فلاحی تصور تھا۔ واقعۂ فیل کے موقع پر ان کی حکمتِ عملی امن، تدبر اور اجتماعی مفاد پر مبنی تھی۔[3] حضرت ہاشم اور حضرت عبد المطلب جیسے افراد نے بعثتِ نبوی سے پہلے ہی عرب معاشرے میں ایسے اصلاحی اقدامات کیے جو بعد ازاں اسلامی نظام کے لیے بنیاد ثابت ہوئے۔

## بعثتِ نبوی ﷺ سے قبل عرب معاشرہ:

بعثتِ نبوی ﷺ سے قبل عرب معاشرہ جاہلیت، اخلاقی زوال، طبقاتی تفاوت، فکری جمود کا شکار تھا۔ اس معاشرے میں چند نمایاں خصوصیات درج ذیل تھیں:

### اخلاقی زوال:

شراب نوشی، قمار بازی، قتل و غارت، اور بے جا تعصب عام تھا۔ قوت و طاقت ہی حق کا معیار سمجھی جاتی تھی۔ قرآن مجید نے اسی طرف اشارہ کیا:

"اور وہ اپنے باپ دادا کے طریقے پر چلتے ہیں حالانکہ وہ کچھ نہیں جانتے تھے۔"[4]

### نسلی و طبقاتی امتیاز:

عرب قبیلوں میں نسبی فخر اور طبقاتی تفاوت انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ قریش اپنے آپ کو برتر سمجھتے، غلاموں اور غریبوں کو حقیر جانتے تھے۔ غلاموں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتا، اور ان کی کوئی سماجی حیثیت نہ تھی۔

### خواتین کی محرومی:

عورتوں کو وراثت، تعلیم، اور عزت سے محروم رکھا جاتا تھا۔ لڑکیوں کی پیدائش باعثِ ننگ سمجھی جاتی اور زندہ دفن کرنے جیسی ظالمانہ رسم رائج تھی۔ قرآن نے فرمایا:

"اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس جرم میں قتل کی گئی؟۔"[5]

یہ ساری صورتِ حال ایک ایسے معاشرے کی غماز تھی جو اخلاقی و سماجی تباہی کے دہانے پر تھا۔

## نبی کریم ﷺ کی معاشرتی جدت پسندی:

ایسے ماحول میں نبی ﷺ نے انسانی مساوات اور عدلِ اجتماعی کا ایسا منشور پیش کیا جس نے دنیا کے سماجی تصورات کی بنیاد بدل دی۔ نبی کریم ﷺ کی جدت پسندی محض ظاہری یا تمدنی تبدیلی نہیں تھی بلکہ ایک دینی و اخلاقی تجدیدی عمل تھا۔ آپ ﷺ نے انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ایسی اقدار متعارف کرائیں جو فطرت اور وحی دونوں کے مطابق تھیں۔

### جامع سماجی انقلاب:

نبی کریم ﷺ نے محض مذہبی اصلاح نہیں کی، بلکہ ایک جامع سماجی انقلاب برپا کیا۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت صرف عبادات یا عقائد کی اصلاح تک محدود نہیں تھی بلکہ آپ ﷺ نے فکری، اخلاقی، قانونی اور سماجی سطح پر ایک ہمہ گیر تبدیلی پیدا کی۔

**اخلاقی وروحانی انقلاب:**

آپ ﷺ نے انسان کی داخلی اصلاح پر زور دیا—نیت، کردار، اور اعمال کی تطہیر کو ایمان کا معیار قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا": میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں"[6]

قرآن میں فرمایا:

"بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔"[7]

آپ ﷺ نے صدق، امانت، حلم، رحم، اور انصاف جیسے اخلاقِ فاضلہ کو معاشرے کی اساس قرار دیا۔ اس تعلیم نے عرب معاشرے میں روحانی اور اخلاقی بیداری پیدا کی۔ یہ اخلاقی تجدید دراصل سماجی تجدید کی بنیاد تھی۔

**سماجی عدل و مساوات:**

آپ ﷺ نے "حلف الفضول" جیسے معاہدات کی تائید کی، جو کمزوروں کے حقوق کے تحفظ کے لیے تھے۔ بعد از نبوت بھی آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر آج بھی مجھے ایسے معاہدے میں بلایا جائے تو میں شامل ہو جاؤں گا"[8]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے سماجی انصاف کو ایمان کا جزو بنایا۔ نبی ﷺ نے ہر انسان کو رنگ، نسل، اور طبقے سے بالاتر ہو کر انسانی برابری کا درجہ دیا۔ ارشادِ نبوی ﷺ کے مطابق:

"سب لوگ آدم کی اولاد ہیں، اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے"[9]

"کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر فضیلت نہیں، سوائے تقویٰ کے"[10]

یہ اعلان انسانی تاریخ میں پہلا عالمی مساواتی منشور تھا۔ لہٰذا نبی ﷺ کا معاشرتی نظام "انسانی مساوات" پر مبنی تھا، جو آج کے حقوقِ انسانی کے تصورات سے زیادہ گہرا اور جامع ہے۔

**عدل کی غیر جانبداری:**

نبی ﷺ نے فرمایا:

"اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا"[11]

یہ بیان اس بات کا عملی مظہر ہے کہ اسلامی عدل کسی امتیاز کو برداشت نہیں کرتا۔

**معاشی اصلاح:**

آپ ﷺ نے سود کو حرام قرار دیا، مزدور کے حق کو "پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنے"[12] کا حکم دیا، اور تجارت میں دیانت وشفافیت کو لازم قرار دیا۔ نبی ﷺ نے معاشی عدل قائم کیا: سود، استحصال اور طبقاتی تقسیم

کے خلاف جہاد کیا۔ اجتماعی ذمہ داری (Collective Responsibility) کا تصور دیا—یعنی معاشرہ کمزور طبقے کی کفالت کا ضامن ہے۔[13] سید قطب کے نزدیک سیرتِ نبوی ﷺ میں روحانی انقلاب اور سماجی انصاف لازم وملزوم ہیں؛ ایک کے بغیر دوسرا ممکن نہیں۔[14]

**فکری وعلمی اصلاح:**

آپ ﷺ نے "طلب العلم فریضۃ" کے ذریعے علم کو عبادت کا درجہ دیا، جس نے علمی وفکری انقلاب کی بنیاد رکھی۔ اس سے علم کا حصول مذہبی فریضہ بن گیا، جو بعد میں اسلامی تہذیب کی شناخت بنا۔

**تمدنی نظام:**

آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں پہلا آئینی ریاستی نظام قائم کیا، جسے "میثاقِ مدینہ" کہا جاتا ہے۔ اس میں شہریت، مذہبی آزادی، اور اجتماعی ذمہ داری کے اصول متعین کیے گئے۔ یہ دنیا کا پہلا کثیر المذہبی عمرانی معاہدہ تھا۔ نبی ﷺ نے مختلف نسلوں، قبائل اور مذاہب کے افراد کو ایک "امتِ واحدہ" کی صورت میں متحد کیا۔ میثاقِ مدینہ میں یہی اصول بیان ہوا کہ: "یہ سب ایک امت ہیں، اگرچہ ان کے مذاہب مختلف ہیں۔"[15]

یہ پیغام آج کے بین المذاہب مکالمے، سماجی انصاف، اور امنِ عالم کے لیے نمونہ ہے۔ عدل، مساوات اور اجتماعی ذمہ داری کے یہ سنہری اصول آج کے جدید سماجی وعالمی نظام کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

**نبی کریم ﷺ کی معاشرتی اصلاحات کا مقصد:**

نبی کریم ﷺ کی اصلاحات کا بنیادی مقصد ایک منصفانہ، مہذب اور خدا شناس معاشرہ تشکیل دینا تھا۔ آپ ﷺ نے ایسے اصول متعارف کرائے جو انسانی سماج کو ظلم، جاہلیت اور استحصال سے نکال کر عدل، رحمت اور مساوات پر قائم کرتے ہیں۔ ان میں چند نمایاں اصول درج ذیل ہیں:

**رحم وشفقت:**

قرآن میں نبی ﷺ کے لیے فرمایا گیا: "اور ہم نے آپ کو جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا"[16]

آپ ﷺ کی تعلیمات نے کمزور، یتیم، عورت، اور غلام کے حقوق کو بحال کیا۔ بلال، صہیب، سلمان" جیسے غیر عرب صحابہ کو اعلیٰ مرتبہ دیا گیا۔

**مذہبی ہم آہنگی:**

نبی کریم ﷺ نے غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ مساوی برتاؤ کا حکم دیا۔ میثاقِ مدینہ میں یہ اصول طے کیا گیا کہ تمام شہری برابر حقوق کے حامل ہوں گے۔[17] یہ تمام اصلاحات اس بات کی غماز ہیں کہ نبی ﷺ کی جدت پسندی اخلاقی، دینی اور انسانی اقدار پر مبنی تھی۔

**قیادت کا معیار:**

اسلامی معاشرت میں قیادت کو حکمرانی کے بجائے جوابدہی سے تعبیر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے جو حاکم ہے وہ اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے"[18]

یہ اصول آج کے **گڈ گورننس** کے بنیادی ستون سے ہم آہنگ ہے۔

**ماحولیاتی شعور:**

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے عربوں میں صفائی اور طہارت کا کوئی احساس نہیں تھا، اہل عرب بیت الخلا کے تصور سے بھی آگاہ نہ تھے۔ ان حالات میں اہل عرب کو جسمانی اور روحانی پاکیزگی سے روشناس کرایا۔ لوگوں کو جسمانی صفائی کے ساتھ ساتھ گھروں کی صفائی کا بھی حکم دیا۔ علاقے کو صاف کرایا۔ مسجدیں بنا کر وہاں وضو خانے تعمیر کرنے کی ہدایت فرمائی۔ عربوں کا معمول تھا کہ راستے میں رفع حاجت کر دیا کرتے تھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ناپسندیدہ عمل سے منع فرمایا اور اہل عرب کو پاک صاف رہنے کا سلیقہ سکھا دیا۔ [19] نبی ﷺ نے زمین، پانی، اور جانداروں کے حقوق کا تحفظ سکھایا، جو آج کے ماحولیاتی بحران کے تناظر میں اہم رہنمائی ہے۔ سیرت میں صفائی، وسائل کی بچت، اور حیوانات کے ساتھ حسن سلوک جیسے اصول شامل ہیں، جو ماحولیاتی اخلاقیات کا پہلا ماڈل ہیں۔[20]

اس طرح آپ ﷺ نے اعتدال، صفائی، اور فطرت سے ہم آہنگ طرز زندگی کو رواج دیا۔ یہ تعلیمات آج کے ماحولیاتی اخلاقیات (Environmental Ethics) کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

**خاندانی نظام کی بحالی:**

آپ ﷺ نے خاندان کو معاشرت کی اکائی قرار دیا، اور اس میں عدل، محبت، اور ذمہ داری کو لازم قرار دیا۔ عورت، بچے، اور والدین کے حقوق کو واضح کیا، جو آج کے "Family Ethics" کے لیے رہنما ہیں۔

**خطبہ حجۃ الوداع: مساوات کا عالمی منشور:**

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

**"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"** [21]

یہ آیت انسانی مساوات کا **الٰہی منشور** ہے — یہاں کسی قوم، رنگ یا نسل کو فضیلت نہیں دی گئی بلکہ تقویٰ کو معیارِ شرف قرار دیا گیا۔

خطبۂ حجۃ الوداع کے عظیم الشان اجتماع میں آپ ﷺ نے واشگاف اعلان فرمایا:

"اَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، كُلُّكُمْ لِآدَمَ، وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ، لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ، وَلَا لِأَعْجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَىٰ" [22]

یہ اعلان نسلی امتیاز کے خاتمے کا پہلا بین الاقوامی بیان تھا۔ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے اجتماع میں — جہاں ایک لاکھ سے زائد صحابہ موجود تھے — دنیا کو یہ واضح پیغام دیا کہ انسان کی فضیلت قبیلے یا رنگ میں نہیں بلکہ کردار میں ہے۔ اسلام میں سماجی، معاشی اور نسلی امتیاز کی کوئی گنجائش نہیں۔ تقویٰ (خدا ترسی) وہ واحد معیار ہے جو انسان کو عزت بخشتا ہے۔

**غلاموں اور کمزور طبقوں کے حقوق:**

نبی ﷺ نے غلاموں کو "اخوانکم" (تمہارے بھائی) کہا۔

"تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، جو تمہارے ماتحت ہیں، لہٰذا انہیں
وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو، اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔" [23]

یہ اعلان سماجی عدل کے نفاذ کی عملی شکل تھی۔ نبی ﷺ کا یہ پیغام آج بھی بین الاقوامی انسانی حقوق، نسلی انصاف، اور سماجی یکجہتی کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔ جدید دنیا، جو رنگ، نسل اور معیشت کی بنیاد پر تقسیم ہے، نبی ﷺ کے اس پیغام سے سیکھ سکتی ہے کہ حقیقی ترقی صرف اخلاقی مساوات کے ذریعے ممکن ہے۔

**اقوامِ متحدہ کا منشور:**

اقوامِ متحدہ کا منشور (1948) انسانوں کی مساوات کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن اس کا اخلاقی جواز صرف اسلام کے تصورِ تقویٰ میں ملتا ہے۔ مغربی معاشرت میں مساوات صرف "قانونی" ہے، جبکہ اسلام میں مساوات "روحانی، اخلاقی، اور سماجی" ہے۔ خطبۂ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے جو اصول بیان کیے، وہ انسانی تاریخ کے سب سے جامع چارٹر آف ہیومن ایکوالیٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ پیغام آج بھی انسانیت کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ انسان کی عزت رنگ، نسل یا طاقت سے نہیں بلکہ تقویٰ، عدل، اور کردار سے ہے۔

**خواتین کی سماجی حیثیت میں اصلاح:**

آپ ﷺ نے عورت کو میراث، نکاح، رائے، اور عزت کا حق دیا۔ قرآن نے اعلان کیا:

"اور عورتوں کے لیے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے لیے ہیں۔" [24]

یہ تمام اصلاحات اس بات کی غماز ہیں کہ نبی ﷺ کی جدت پسندی اخلاقی، دینی اور انسانی اقدار پر مبنی تھی۔

### خواتین کے حقوق کی بحالی:

عورت وراثت میں حصہ دار نہیں تھی بلکہ خود وراثت کا حصہ سمجھی جاتی تھی۔ مرد کو یکطرفہ طلاق اور نکاح کی مکمل اجارہ داری حاصل تھی۔ عورت کی گواہی، رائے اور تعلیم کو غیر ضروری سمجھا جاتا تھا۔ڈاکٹر خالد الزہرانی کے مطابق: "عرب جاہلیت میں عورت کا مقام انسانیت کے نچلے درجے پر تھا؛ اسلام نے سب سے پہلے اسے معاشرتی وقار اور قانونی شناخت عطا کی۔"[25] اسلام نے عورت کو زندگی کے ہر شعبے میں وقار، احترام اور قانونی حیثیت عطا کی۔ یہ انقلاب محض الفاظ کا نہیں بلکہ عملی نفاذ کا نمونہ تھا۔

### وراثت کا حق:

قرآن نے عورت کو واضح طور پر وراثت میں حصہ دار قرار دیا:

> "مردوں کے لیے اس مال میں حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار
> چھوڑ جائیں، اور عورتوں کے لیے بھی اس مال میں حصہ ہے۔"[26]

یہ آیت دنیا کی پہلی قانونی ضمانت تھی جس میں عورت کو معاشی حق دیا گیا۔

محمد حمید اللہ کے مطابق: "اسلام نے عورت کو معاشی خود مختاری دے کر انسانی مساوات کی حقیقی بنیاد رکھی۔"[27]

### نکاح میں رضامندی اور عزتِ نفس کا حق:

اسلام سے پہلے نکاح ایک تجارتی معاہدہ تھا، جس میں عورت کی **رضامندی** کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> "بیوہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے، اور کنواری سے
> بھی اجازت لی جائے۔"[28]

یہ اعلان عورت کے شخصی حقِ رضامندی کو تسلیم کرتا ہے—جو جدید انسانی حقوق کے اصولوں سے کہیں پہلے دیا گیا۔

### تعلیم کا حق:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔"[29]

یہ فرمان اس امر کا ثبوت ہے کہ عورت کا علمی کردار اسلامی معاشرت کا حصہ تھا۔ آپ ﷺ کے زمانے میں اُمّ المومنین عائشہؓ، اُمّ سلمہؓ، شفاء بنت عبد اللہؓ جیسی خواتین علم، طب، حدیث، اور تعلیم میں معروف تھیں۔

ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن (بنت الشاطی) لکھتی ہیں:

”عورت کو اسلامی معاشرت میں علم، فتویٰ، اور اجتماعی رائے کے شعبوں میں مکمل حصہ دیا گیا—یہ چیز کسی اور قدیم تہذیب میں موجود نہیں تھی۔“[30]

**عزتِ نفس اور خاندانی وقار:**

اسلام نے عورت کو خاندان کا **محورِ عزت** قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے لیے بہتر ہو، اور میں اپنے اہلِ خانہ کے لیے سب سے بہتر ہوں۔“[31]

یہ فرمان عورت کے لیے اخلاقی تحفظ، عزتِ نفس، اور سماجی احترام کا منشور ہے۔ یہاں "اہلِ خانہ کے لیے بہترین" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مرد عورت کے ساتھ احترام، شفقت، اور انصاف سے پیش آئے۔

**کارن آرمسٹرانگ کے مطابق:**

"Muhammad(s.a.w.) was revolutionary in his treatment of women; he raised their moral and social status unprecedentedly." [32]

**مشاورت میں شرکت:**

صلح حدیبیہ کے موقع پر **اُمِّ سلمہؓ** کی رائے کو نبی ﷺ نے قبول کیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ **عورت سیاسی اور اجتماعی مشاورت** میں شریک تھی۔[33]

**سماجی خدمت اور قیادت:**

شفاء بنت عبد اللہؓ کو مدینہ کی بازار محتسبہ (market supervisor) مقرر کیا گیا، جو عورت کی سماجی قیادت کا ثبوت ہے۔[34]

**علمی و دینی خدمات:**

عائشہؓ نے 2210 احادیث روایت کیں، اور بہت سے صحابہ ان کے شاگرد تھے۔ یہ اسلام میں عورت کے علمی کردار کی بلند مثال ہے۔ اسلام نے عورت کو جاہلیت کی ذلت سے نکال کر عزت، حق، اور ذمہ داری کا درجہ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے عورت کے مقام کو محض الفاظ میں نہیں بلکہ عملی اصلاحات کے ذریعے بلند کیا: یوں نبوی معاشرے میں عورت ایک معزز، صاحبِ رائے، اور ذمہ دار فرد کے طور پر سامنے آئی، جو آج کے جدید سماج کے لیے بھی اخلاقی توازن اور مساوات کا نمونہ ہے۔

**علم اور فکری آزادی کی ترویج:**

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"طلب العلم فريضة على كل مسلمٍ و مسلمة"

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔"[35]

یہ حدیث انسانی تاریخ میں علم کی آفاقی اور مساوی اہمیت کو سب سے پہلے بیان کرتی ہے۔ یہاں "فریضہ" کا لفظ اس بات پر زور دیتا ہے کہ علم صرف فضیلت نہیں بلکہ شرعی و اخلاقی ذمہ داری ہے۔ اسلامی تہذیب میں علم کا حصول محض عبادت یا دینی شعور تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام پہلوؤں — روحانی، معاشرتی، سائنسی، اور اخلاقی — میں ترقی کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے علم کو سماجی بیداری، عدلِ اجتماعی، اور انسانی مساوات کا ذریعہ بنایا۔ اسلامی ریاستِ مدینہ میں تعلیم کو قومی فریضہ قرار دیا گیا۔ جہاں بدر کے قیدیوں کو فدیہ کے بدلے بچوں کو پڑھانے کی ذمہ داری دی گئی۔ [36] یہ اقدام دنیا کا پہلا تعلیمی اصلاحی ماڈل تھا جس میں تعلیم کو معاشرتی اصلاح کا ذریعہ بنایا گیا۔

**محمد حمید اللہ کے مطابق:**

> "The Prophet ﷺ established a knowledge-based society where literacy and moral education were the foundation of governance."[37]

علم کو سماجی برتری کا معیار قرار دینے سے قبائلی تفاوت اور جاہلی امتیازات ختم ہوئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"علم کو ہر اس شخص سے حاصل کرو جو اسے جانتا ہو، خواہ وہ کسی نسل یا طبقے سے تعلق رکھتا ہو۔"[38]

یہی وہ روحِ تعلیم ہے جس نے اسلامی تہذیب میں جدت، تخلیق، اور سائنسی جستجو کو جنم دیا۔

**کارن آرمسٹرانگ لکھتی ہیں:**

"Muhammad ﷺ transformed knowledge into a moral and social force; learning became a sacred duty that drove the progress of civilization." [39]

**طبقاتی تفاوت کا خاتمہ:**

زید بن حارثہؓ، غلام سے آزاد ہو کر صحابی بنے، نبی ﷺ نے انہیں گھرانے اور ذمہ داری میں شامل کیا۔ نبی ﷺ نے سیدنا **بلالؓ** کو اذان دینے کا اعزاز دیا، حالانکہ وہ غلام تھے۔ نبی کریم ﷺ نے غلاموں کے حقوق کے متعلق ارشاد فرمایا:

"تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، جو تمہارے ماتحت ہیں، لہٰذا انہیں
وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو، اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔"[40]

غلاموں کو آزاد کرنے کو نہ صرف ثواب قرار دیا بلکہ اسے صواب و عبادت کا ذریعہ بھی بتایا:

"جو کوئی غلام آزاد کرے گا، اللہ اس کے لیے جہنم سے نجات کے

راستے کھول دے گا۔"[41]

نبی ﷺ نے غلام کو عدالت میں گواہ بنانے اور شکایت درج کرنے کا حق دیا۔ غلام کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی کو سختی سے منع کیا گیا۔[42]

**کمزوروں، غریبوں اور یتیموں کے حقوق:**

نبی ﷺ نے مالداروں پر لازم کیا کہ وہ غریبوں، یتیموں، اور کمزوروں کا خیال رکھیں۔ کمزور افراد کو عدالت، بازار، اور معاشرت میں شرکت کا حق دیا گیا۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرے گا، میں قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوں گا۔"[43]

نبی ﷺ نے یتیم کے مال پر کسی قسم کی زیادتی کو حرام قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"یتیم کا مال تمہارے لئے حرام ہے، لہٰذا اسے ضائع نہ کرو اور اسے

صرف جائز طریقے سے استعمال کرو۔"[44]

یتیم کی پرورش میں محبت اور شفقت ضروری ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"میں اور یتیم کے ساتھ جو اسے پرورش کرے گا قیامت کے دن یوں

ہوں گے، جیسے دو انگلیاں ساتھ جڑی ہوں۔"[45]

حضرت عثمانؓ نے یتیموں کی کفالت کی، نبی ﷺ نے ان کی اس خدمت کو بہت سراہا۔ نبی کریم ﷺ نے یتیم بچوں کو تعلیم، شادی، اور مالی خود مختاری کا حق دیا۔[46]

**نبی ﷺ کی تعلیمات اور امن و رواداری کا فروغ:**

- **انسانی وقار کی حفاظت:**

سیرتِ نبوی ﷺ میں ہر انسان کے حقوق و احترام کا تحفظ بنیادی اصول ہے، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ مثال: میثاقِ مدینہ میں نبی ﷺ نے مختلف مذاہب اور قبائل کو یکساں حقوق اور تحفظ دیا، جس نے ایک متنوع معاشرت میں امن قائم کیا۔

- **تصادم زدہ معاشروں میں رواداری:**

نبی ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو لوگوں کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔"[47]

یہ فرمان بین المذاہب نیز قبیلوں اور مختلف ثقافتوں کے درمیان رواداری کے لیے ایک اخلاقی معیار فراہم کرتا ہے۔

## نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی معاشرتی اصلاحات کی عصری معنویت:

آج کا عالمی معاشرہ متعدد چیلنجز کا شکار ہے، جیسا کہ سماجی عدم مساوات، ماحولیاتی بحران، اخلاقی زوال اور نسلی اور طبقاتی تعصب وغیرہ - یہ مسائل انسانیت کے لیے تباہ کن نتائج پیدا کر رہے ہیں۔ نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعلیمات میں انسانی مساوات، سماجی انصاف، اور اخلاقی ذمہ داری کے اصول موجود ہیں۔ یہ اصول نہ صرف مذہبی بلکہ معاشرتی اور اخلاقی رہنمائی بھی فراہم کرتے ہیں، جس سے آج کے تصادم زدہ معاشروں میں امن، رواداری، اور احترامِ انسانی کی فضا قائم کی جا سکتی ہے۔ عالمی ماہرین جیسے جان اسپوزیٹو (John L. Esposito) اور طارق رمضان نے اس بات پر زور دیا ہے کہ نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ماڈل "Ethical Governance" کی بہترین مثال ہے۔

محمد حمید اللہ کے مطابق:

"رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بعثت انسانی تاریخ میں سب سے عظیم سماجی و قانونی اصلاح کا آغاز تھی۔"[48]

اُنہوں نے میثاقِ مدینہ کو دنیا کا پہلا تحریری سماجی معاہدہ (Written Social Contract) قرار دیا، جو مذہبی و شہری مساوات کی بنیاد بنا۔[49] عزیز احمد کے مطابق آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اجتماعی انصاف، شہری حقوق، اور انسانی آزادی کو قانونی دائرے میں متعین کیا، جو بعد میں اسلامی فقہ اور آئینی فکر کا بنیادی ڈھانچہ بنا۔[50]

**کارن آرمسٹرانگ** کے مطابق:

> "Muhammad ﷺ offered a practical ethical model that transcends time and place, capable of guiding societies through moral and social crises."

وہ مزید بیان کرتی ہیں:

> Muhammad( S.A.W.) was the first to abolish racial superiority and tribal arrogance through moral and spiritual equality."[51]

طارق رمضان نے نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سنت کو ایک "Dynamic Ethical Paradigm" قرار دیا، یعنی ایک ایسا اخلاقی اور سماجی نظام جو وقت، حالات اور ثقافت کے مطابق اپنی معنویت برقرار رکھتا ہے۔ ان کے مطابق، نبوی

اخلاقی اصول لچکدار (Flexible) ہیں، عالمی اخلاقیات سے ہم آہنگ ہیں نیز سماجی و معاشرتی بحران میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔[52]

فضل الرحمن کے مطابق نبی ﷺ کی سنت ایک متحرک اخلاقی اور سماجی اصولوں کا مجموعہ ہے جو معاشرتی اصلاح، انسانی وقار، اور بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے ہر دور میں قابل عمل ہے۔ یہ تصور آج کے جدید سماجی اور اخلاقی مسائل کے حل میں قابل عمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔[53]

**محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:**

خطبہ حجۃ الوداع انسانی مساوات اور عدل کا پہلا عالمی چارٹر ہے، جو آج کے انسانی حقوق کے عالمی منشور (Universal Declaration of Human Rights, 1948) سے بھی زیادہ جامع ہے۔[54]

**ڈاکٹر فتحی عثمان کے مطابق:**

"اسلام نے مساوات کے اس اصول کو صرف نظری طور پر نہیں بلکہ ریاستی و سماجی عمل میں نافذ کیا۔"[55]

**حاصلِ کلام:**

نبی کریم ﷺ کی سیرت صرف ایک تاریخی واقعہ یا ماضی کی یادگار نہیں ہے، بلکہ یہ زمانۂ حال اور مستقبل کے لیے بھی ایک زندہ اور عملی نمونہ فراہم کرتی ہے۔ ان کی زندگی اور تعلیمات میں سماجی، اخلاقی، اور سیاسی صلاحات کی وہ جامع تصویر موجود ہے جو ہر دور کے انسانی چیلنجز کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ بعثتِ نبوی ﷺ کے ذریعے انسانی تاریخ میں پہلی بار ایک ایسا نظام قائم ہوا جس میں:

- ہر فرد کی انسانی وقار اور حقوق کو مساوی طور پر تسلیم کیا گیا،
- نسلی، طبقاتی، یا اقتصادی امتیاز کو ختم کرنے کی عملی تدابیر اختیار کی گئیں،
- غریب، یتیم، عورت، اور غلام جیسے کمزور طبقوں کے حقوق کی حفاظت کو ریاستی و سماجی ذمہ داری قرار دیا گیا۔ یہ اقدامات نہ صرف ماضی کی اصلاح کے لیے اہم تھے بلکہ آج بھی بین الاقوامی انسانی حقوق، سماجی انصاف، اور اخلاقی معاشرت کے اصولوں کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ سیرتِ نبوی ﷺ کے اصول آج کے جدید معاشرتی نظام کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔
- آج کے سماج میں جہاں مادی ترقی، تکنیکی ایجادات، اور معاشرتی ترقی کے باوجود انسانی وقار اور اخلاقی اقدار نظر انداز کیے جا رہے ہیں، نبی ﷺ کی تعلیمات ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ حقیقی ترقی انسانی قدروں اور اخلاقی اصولوں کے احترام کے بغیر ممکن نہیں۔

- نبوی ﷺ میں تصادم زدہ معاشروں میں امن، رواداری، اور عدل قائم کرنے کے عملی ماڈل موجود ہیں، جو کے آج کے متنوع اور پیچیدہ عالمی نظام میں انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ نبی ﷺ کی تعلیمات میں علم، انصاف، اور اخلاقی ذمہ داری کی بنیاد پر معاشرتی اصلاح کی صلاحیت موجود ہے۔ یہ اصول نہ صرف ریاستی سطح پر بلکہ معاشرتی اور فردی سطح پر بھی انسانیت کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

نبی ﷺ کی سیرت مستقبل کے لیے بھی عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے، جیسا کہ:

بین الاقوامی تعلقات میں اخلاقی اصول کو ترجیح دینا، ماحولیاتی تحفظ، وسائل کی مساوی تقسیم، اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے عملی اقدامات نیز تعلیم، انصاف اور مساوات کے ذریعے نسل در نسل اخلاقی اور سماجی اقدار کا تحفظ۔ یعنی نبی کریم ﷺ کی سیرت ماضی کا تاریخی ورثہ نہیں، بلکہ ایک زندہ، عملی، اور متحرک اخلاقی ماڈل ہے، اسی طرح سیرتِ نبوی ﷺ صرف دینی تعلیم نہیں بلکہ عالمی انسانی معاشرت کے لیے عملی اور اخلاقی رہنمائی کا لازمی ماڈل ہے۔

---

## حوالہ جات

[1]-ابن سعد، محمد۔ الطبقات الکبریٰ۔ قاہرہ: مکتبہ الخانجی، 2001۔

[2]-ابن ہشام، عبدالملک۔ السیرۃ النبویۃ۔ بیروت: دار ابن کثیر، 2009۔

[3] ۔عظیمی، شمس الدین، خواجہ، بارانِ رحمت، ملتان، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، 2012، ص45

[4] ۔القرآن الکریم، سورۃ البقرہ: 170

[5]- التکویر: 8-9

[6] ۔موطا امام مالک، حدیث 1614۔

[7] ۔الاحزاب: 21

[8]-ابن سعد، الطبقات الکبری، جلد 1، صفحہ 147

[9] ۔ابوداؤد، حدیث 5116

[10] ۔مسند احمد، حدیث: 22978

[11]- صحیح بخاری، حدیث 3475

[12] ۔ابن ماجہ، حدیث 2443

[13] - M.A. Zafar, Islamic Thought and Modern Social Justice, 2017

[14] - Sayyid Qutb, Social Justice in Islam1949 العدالة الاجتماعية في الإسلام

[15] ۔ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، جلد 2، ص 101۔

[16]-الأنبیاء:107

[17]محمد حمید اللہ، -*The First Written Constitution in the World: The Charter of Medina*, 1975

[18] - بخاری،893

[19] - عظیمی، شمس الدین، خواجہ، بارانِ رحمت، ملتان، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی،2012، ص282

[20] –Seyyed Hossein Nasr, Islamic Environmental Ethics, 1996

[21]-سورۃ الحجرات:13

[22]-مسند احمد، حدیث22978؛ بیہقی، شعب الایمان، حدیث5116

[23] - صحیح بخاری، حدیث3475

[24] -البقرہ:228

[25] –Khalid Al–Zahrani, Women in Pre–Islamic Arabia and Islam, 2010, p. 21

[26] - سورۃ النساء:7

[27] –Hamidullah, Introduction to Islam, 1979, p. 145

[28]- صحیح بخاری، حدیث5136

[29]- سنن ابن ماجہ، حدیث224

[30]–Aisha Abd al–Rahman, Al–Mar'a fi al–Qur'an wa al–Sunnah, 1975, p. 84

[31] - جامع الترمذی، حدیث3895

[32]– Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our Time, 2006, p. 82

[33] - ابن ہشام، السیرۃ النبویہ, جلد3

[34]-ابن سعد، الطبقات الکبری, جلد8

[35]- سنن ابن ماجہ، حدیث224

[36]-ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج2

[37] – Hamidullah, The Muslim Conduct of State, 1953, p. 42

[38] - بیہقی، شعب الایمان، ج2، ص253

[39] – Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our Time, 2006, p. 94

[40]- صحیح بخاری، حدیث30

[41]- صحیح مسلم، حدیث1507

[42]-ابن سعد، الطبقات الکبری، ج8، ص220

[43]- صحیح بخاری، حدیث6003

[44] - سنن ابی داؤد، حدیث2949

[45] - صحیح بخاری، حدیث6002

[46] - ابن قدامہ، الکافی فی فروع الشریعۃ، ج2، ص171-176

[47] - ترمذی، حدیث1977

[48] - Muhammad Hamidullah, The Muslim Conduct of State, Lahore: Ashraf Press, 1953, p. 23

[49] -Muhammad Hamidullah, The First Written Constitution in the World (Charter of Medina), 1975.

[50] - Aziz Ahmad, Studies in Islamic Culture in the Indian Environment, Oxford University Press, 1964.

[51] -Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our Time, 2006, p.74,. 110

[52] -Tariq Ramadan, In the Footsteps of the Prophet, 2007, pp. 15–18

[53] -Fazlur Rahman, Major Themes of the Quran, 1980, p. 101

[54] -Hamidullah, Introduction to Islam, 1979, p. 132

[55] - Fathi Osman, Concept of Human Rights in Islam, 1992, p. 47

## مصادر و مراجع


- القرآن الکریم
- موطا امام مالک، حدیث1614
- صحیح بخاری
- جامع الترمذی
- سنن ابن ماجہ
- مسند احمد بن حنبل
- ابن ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، بیروت، دار ابن کثیر، 2009۔
- ابن سعد، محمد، الطبقات الکبریٰ، قاہرہ: مکتبہ الخانجی، 2001۔
- الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، بیروت، دار التراث، 1967۔
- ندوی، سلیمان، سید، سیرت النبی ﷺ، جلد2، اعظم گڑھ، مطبع معارف، 1352ھ
- عظیمی، شمس الدین، خواجہ، بارانِ رحمت، ملتان، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، 2012

- ابن قدامہ، الکافی فی فروع الشریعۃ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1997
- Seyyed Hossein Nasr, Islamic Life and Thought, London, 1981.
- Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our Time, HarperCollins, 2006.
- Tariq Ramadan, In the Footsteps of the Prophet, Oxford University Press, 2007.
- Fazlur Rahman, Islam and Modernity, University of Chicago Press, 1982.
- John L. Esposito, Islam: The Straight Path, Oxford University Press, 2016-
- Seyyed Hossein Nasr, Man and Nature: The Spiritual Crisis of Modern Man, 1968-
- Fathi Osman, Concept of Human Rights in Islam, 1992-
- Muhammad Hamidullah, Introduction to Islam, 1979
- Hamidullah, The First Written Constitution in the World, 1975
- Aisha Abd al-Rahman, Al-Mar'a fi al-Qur'an wa al-Sunnah, 1975